سید محمد ذوالکفل بخاری

غزل

اب تو یوں ہے کہ مجھے صلح کا یارا بھی نہیں
جانتا ہوں کہ بغیر اس کے، گزارا بھی نہیں

جس قدر تجھ سے تعلق ہے حریفانہ ہے
جز ترے اور مجھے کوئی پیارا بھی نہیں

جو ہوا، ٹھیک ہوا، ایسا تو ہونا ہی تھا
دوش میرا بھی نہیں، جرم تمہارا بھی نہیں

میں کہ ہر گام گرا، ڈھیر ہوا پر نہ ہوا
کیوں سنبھل جاتا کہ جب تو نے سہارا بھی نہیں

تو نے برباد کیا مجھ کو مری مرضی سے
زندہ رہنے نہ دیا تو نے تو مارا بھی نہیں

ہاں فقط میں نے یہی سوچ کے چاہا تھا تجھے
فائدہ اس میں نہ ہوگا تو خسارا بھی نہیں

شاہد کاشمیری

شورائیت کے قائل ہیں جمہوریت منظور نہیں

چرچل، لنکن، افلاطون کی جمہوریت منظور نہیں
اسلام میں ایسی جمہوریت کا کچھ بھی تو مذکور نہیں

اپنے زعم میں قائد اعظم بنتے رہو، نہیں پروا
مانا کہ تم مفتی، قاضی، لیڈر ہو! پر حور نہیں

اپنی سیاست سے کرتے ہو خود اسلام کی بدنامی
ٹوکے تم کو کوئی اگر تو کہتے ہو، دستور نہیں

پوچھیں لوگ جو آپ سے حضرت، غیر کے در پر سجدہ کیوں؟
کہتے ہیں یہ فرض ہے اپنا، غیر سے ہم مجبور نہیں

جاگ اٹھے ہیں گلشن والے نعرۂ ختم نبوت سے
پھول کھلیں پھر مالی کی تقدیر کے وہ دن دور نہیں

احرار کبھی دب سکتے نہیں طاغوت کی شورش و ہیبت سے
قوت میں فولاد ہیں، کوئی کانچ نہیں بلور نہیں

اپنے عمل سے آپ کریں گے روشن دہر کے چہرے کو
تھوڑے ہیں تعداد میں گو کمزور نہیں معذور نہیں

جمہوریت کے دعویٰ داروں سے تم "شاہد" صاف کہو
منظور نہیں منظور نہیں یہ جمہوریت منظور نہیں

چرچل، لنکن، افلاطون کی جمہوریت منظور نہیں
دین میں ایسی جمہوریت کا کچھ بھی تو مذکور نہیں